تکبیر مسلسل

خورشید احمد ندیم

کیا حقیقت پسندی جرم ہے؟

حقیقت پسندی اور آئیڈیلزم میں توازن انسانی زندگی کا بنیادی مطالبہ ہے۔ زندگی آئیڈیل سے محروم ہو جائے تو بے مقصد ہو جاتی ہے اور قدم اٹھاتے وقت اگر حقائق کی تکذیب کی جائے تو المیے جنم لیتے ہیں۔ انسانی تاریخ اس حقیقت پر مہر تصدیق ثبت کرتی آگے بڑھ رہی ہے۔ میرے نزدیک دونوں میں کوئی تضاد نہیں اور توافق ممکن ہے۔ آئیڈیل کا تعلق مقصد سے ہے اور حقیقت پسندی کا حکمت عملی سے۔ آئیڈیل منزل ہے اور حقیقت پسندی زاد راہ۔ سفر کبھی آئیڈیل کے سفینے پر طے نہیں ہوتے، اس کے لیے سیارۂ حقیقت چاہیے۔ دنیا بھر کے ادیب اور شعرا اس امر کو رومانویت کا رنگ تو دے سکتے ہیں، لیکن کبھی اس امر واقعہ کا انکار نہیں کر سکتے کہ چناب کی بپھری موجوں پر کچے گھڑے سے سفر ممکن نہیں ہے۔

ہم مسلمانوں کا ایک المیہ یہ ہے کہ ہم انفرادی سطح پر اس توازن کی تلاش میں رہتے ہیں، لیکن اگر معاملہ قومی اور ملی امور سے متعلق ہو تو پھر ہر بات میں مثالیت پسندی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ جب اس کے نتیجے میں المیے جنم لیتے ہیں تو انشا پردازی سے ان المیوں پر پھولوں کی چادر چڑھاتے اور موت کو زندگی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ موت کبھی زندگی نہیں ہوتی۔

آیئے دیکھیں کہ انفرادی زندگی میں ہم کیا کرتے ہیں۔ ہم میں سے کوئی جب شادی کرنا چاہتا ہے تو اس کی نظر میں جیون ساتھی کا ایک مثالی تصور ہوتا ہے۔ جب یہ آئیڈیل حاصل نہیں ہوتا تو ہر عقل مند آدمی حقیقت پسند ہو جاتا ہے۔ وہ اردگرد دیکھتا ہے اور یہ سوچتا ہے کہ جو کچھ میسر ہے، اس میں سے بہتر کیا ہے۔ اس کی بنیاد پر فیصلہ ہوتا اور گھر

بس جاتا ہے۔اسی طرح ہم میں سے ہر کوئی اپنے ذہن میں گھر کا ایک تصور رکھتا ہے۔اس کے درودیوار، کمروں اور آسایشوں کے بارے میں اس کا ایک خواب ہوتا ہے۔جب زمینی حقائق اس خواب کی تعبیر میں حائل ہوتے ہیں تو ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ وہ دیواروں سے سر پھوڑ لے۔پھر وہ موجود وسائل کی بنیاد پر گھر لیتا اور رہنے لگتا ہے۔ اسلام آباد، لاہور اور کراچی کی کچی بستیوں اور مضافات میں رہنے والوں میں سے کون ہے جو ای سیون، ماڈل ٹاؤن اور ڈیفنس میں نہیں رہنا چاہتا۔لیکن اس کا عملی فیصلہ زمینی حقائق ہی کی بنیاد پر ہوتا ہے کہ اس نے کہاں رہنا ہے۔ہم میں سے ہر کوئی ایک اچھی گاڑی چاہتا ہے۔جب یہ آئیڈیل میسر نہیں ہوتا تو پھر ہم سائیکل، موٹر سائیکل یا پھر مہران وغیرہ پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

آپ اس فہرست کو جتنا چاہیں دراز کر لیں، آپ کو ہر عقل مند آدمی حقیقت پسند نظر آئے گا۔اکثر لوگ عملاً آئیڈیل کو فراموش کر دیتے ہیں، لیکن جو یاد رکھتے ہیں وہ تدریجاً حقائق کے اعتراف کے ساتھ قدم بڑھاتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں اور یہی زندگی میں مطلوب ہے۔یہ لوگ آئیڈیل حاصل نہ کر سکیں تو اس کے کچھ قریب ضرور پہنچ جاتے ہیں۔ہم اپنی اصطلاح میں جن لوگوں کو کامیاب یا سیلف میڈ (Self made) قرار دیتے ہیں، ان میں سے کوئی ایسا نہیں ہوتا جو حقائق کی تکذیب کرتا ہو۔حقائق کا یہ اعتراف انسانوں میں مسلسل محنت، صبر اور مستقل مزاجی کا مزاج پیدا کرتا ہے اور یوں وہ آگے بڑھتا منزل تک پہنچ جاتا ہے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

یہی لوگ جب ایک اجتماعی وجود اختیار کرتے ہیں تو منزل اور راستہ، دونوں کے بارے میں مثالیت پسند ہو جاتے ہیں اور پھر المیوں پر المیے جنم لیتے رہتے ہیں۔مثال کے طور پر فلسطین کا مسئلہ دیکھیے۔ یہ بات اب جھٹلانا ممکن نہیں کہ مشرق وسطیٰ سے اسرائیل کا وجود ختم نہیں ہو سکتا۔فلسطینیوں کے لیے واحد ممکن حل، جو ان کے مفاد میں ہے، یہی ہے کہ اسرائیل کے ساتھ ان کی بھی ایک آزاد ریاست قائم ہو جائے۔ہم اس کا اعتراف کرنے کے لیے تیار نہیں اور ہمارا اصرار ہے کہ مشرق وسطیٰ کو اسرائیل کے ناجائز وجود سے پاک کر دیں گے۔اس اصرار نے فلسطینیوں کی کئی نسلوں کو تباہ کر دیا اور ہر نئے روڈ میپ میں مجوزہ فلسطینی ریاست کا جغرافیہ سمٹتا چلا جا رہا ہے۔اسی طرح کشمیر کے بارے میں دو اور دو چار کی طرح واضح ہے کہ یہ کسی عسکری جدوجہد سے آزاد نہیں ہو سکتا۔پاکستان کا چیف آف آرمی سٹاف کئی مرتبہ یہ بات کہہ چکا ہے کہ کشمیر جنگ سے آزاد نہیں ہو سکتا۔لیکن اس کے باوجود ہمیں اصرار ہے کہ کشمیر جہاد سے آزاد ہوگا۔اس کا نتیجہ بھی ہمارے سامنے ہے۔ ہر کشمیری گھر میں ایک ایسا المیہ جنم لے چکا ہے جس کی کسک کئی نسلوں تک محسوس کی جاتی رہے گی۔چیچنیا کے نقشے پر ایک نظر ڈالنے ہی سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کی آزادی ممکن

نہیں ہے۔ وہ چاروں طرف سے روس میں گھرا ہوا ہے، لیکن ہم بضد ہیں کہ چیچنیا کو آزاد کرائیں گے۔ اس فہرست کو بھی آپ جتنا چاہیں طویل کرلیں، ہر جگہ یہ نظر آتا ہے کہ مسلمان منزل اور راستے، دونوں میں مثالیت پسند ہیں۔ مجھے تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس طرز عمل نے ایک نفسیاتی مرض کی صورت اختیار کرلی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ حقیقت پسندی کا استہزا کے لہجے میں ذکر کرتے اور اس کو یوں بیان کرتے ہیں کہ جیسے یہ کوئی انتہائی ناپسندیدہ فعل ہے۔ نفسیاتی مرض یہی ہوتا ہے کہ چیزوں کی ترتیب الٹ جاتی ہے۔

آج ہماری ضرورت ہے کہ ہم ملی اور قومی امور میں آئیڈیلزم اور حقیقت پسندی میں ویسا ہی توازن پیدا کریں جیسا کہ ہم ذاتی زندگی میں کرتے ہیں۔ منزل ہمارے سامنے رہنی چاہیے، لیکن زادراہ وہی لیا جاسکتا ہے جو میسر ہے۔ اس کی ایک اچھی مثال علامہ اقبال ہیں۔ اقبال اپنی شاعری میں مثالیت پسند ہیں اور ممولے کو شہباز سے لڑاتے نظر آتے ہیں، لیکن انھوں نے جب بھی مسلمانوں کے عملی مسائل کا تجزیہ کیا ہے، وہ ہمیشہ حقیقت پسندی پر مبنی رہا ہے۔ مثال کے طور پر وہ اپنی شاعری میں نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر، حرم کی پاسبانی کے لیے مسلمانوں کو ایک دیکھنا چاہتے ہیں، لیکن عملاً وہ جانتے ہیں کہ اب مسلمانوں کی کسی عالمی خلافت یا سیاسی نظام کا قیام ممکن نہیں۔ چنانچہ وہ اس کا حل بتاتے ہیں کہ مسلمان قومی ریاستوں (Muslim Nation States) کو انفرادی حیثیت میں منظّم ہونا چاہیے اور تمام توجہ اپنی انفرادی تعمیر پر دینی چاہیے۔ اس کے بعد دوسرے مرحلے میں یہ ہوسکتا ہے کہ ان کی کوئی اقوام متحدہ وجود میں آجائے۔ مسلم اقوام متحدہ کا مطلب یہ نہیں کہ ان کا انفرادی تشخص ختم ہوجائے، بلکہ اس کی یہی صورت ہوسکتی ہے کہ وہ کچھ مقاصد کی مل کر آبیاری کریں۔ نظری اعتبار سے او آئی سی اور اس تصور میں کوئی فرق نہیں۔

اقبال کی یہی حقیقت پسندی برصغیر کی تقسیم کے معاملے میں بھی نظر آتی ہے۔ اپنی شاعری میں وہ ''مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا'' کہتے نظر آتے ہیں۔ لیکن عملاً وہ یہ جانتے ہیں کہ یہ بات پورے ہندوستان کے حوالے سے بھی ممکن نہیں۔ چنانچہ وہ اس کے بھی ایک خطے ہی پر اکتفا کرلیتے ہیں۔ اللہ کے آخری رسول کی پوری حیات مبارکہ آئیڈیلزم اور حقیقت پسندی کا حسین ترین امتزاج ہے۔ ان کے بارے میں اللہ کا فیصلہ یہی تھا کہ وہ رسول ہیں اس لیے انھیں ہر صورت میں غالب رہنا ہے۔ ان کی مدد کو آسمان سے فرشتے بھی اتر سکتے تھے اور اترتے رہے، لیکن چونکہ انھوں نے ہمارے لیے ایک اسوۂ حسنہ چھوڑنا تھا، اس لیے سیرت کے مراحل میں حدیبیہ، احد اور احزاب جیسے مقامات موجود ہیں۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

آج مسلمانوں کی خیر خواہی کا یہی تقاضا ہے کہ انھیں ملی اور قومی امور میں وہی رویہ اختیار کرنے کی تلقین کی جائے جس کا مظاہرہ وہ اپنی انفرادی زندگی میں کرتے ہیں۔ ملا عمر جیسے لوگوں کی نیک نیتی زیر بحث نہیں، لیکن اس طرز عمل کو آئیڈیل ثابت کرنے کا نتیجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ مسلمانوں کی تاریخ میں المیوں کا تسلسل جاری رہے۔

---

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com